مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا تبلیغی و اصلاحی ترجمان

دعوۃ الحق

حقیقتِ تقویٰ

تقویٰ کے مختلف مدارج ہیں۔ ایک تقویٰ یہ ہے کہ کفر اور شرک سے بچے، دوسرا درجہ یہ ہے کہ اعمال صالحہ کو ترک نہ کرے اور محرمات کا ارتکاب نہ کرے، پھر جیسے جیسے اعمال ہوں گے ویسا ہی تقویٰ پیدا ہوتا رہے گا اور تقویٰ کے کمال سے ایمان بھی کامل ہوتا رہے گا۔ حتیٰ کہ درجہ "احسان" حاصل ہو جائے گا جو کہ ایمان کا اعلیٰ درجہ ہے اور یہی تقویٰ کا بھی اعلیٰ درجہ ہے اور یہی درجہ مطلوب ہے۔ (بصائر حکیم الامتؒ)

مقامی مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ

ایک منٹ کا مدرسہ

سبق نمبر (۱۲)

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

(۱) ترجمہ اذکار نماز اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم ''میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے۔'' **بسم اللّٰہالرحمن** ''کے معنی ہوئے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان ہے۔''

(۲) نماز کی سنتیں (۱۲) ''تعوذ یعنی **اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم** پڑھنا۔

(۳) بڑے بڑے گناہ جن پر سخت وعید آئی ہے جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے (مگر اللہ تعالیٰ جس پر فضل فرمائیں) (۱۲) کسی کے نقصان پر خوش ہونا۔

(۴) گناہ کے نقصانات جو دنیا میں پیش آتے ہیں (۱۲) چند روز میں اس گناہ کی بُرائی دل سے نکل جاتی ہے یعنی اس کو بُرا نہیں سمجھتا، نہ اس بات کی پرواہ ہوتی ہے کہ کوئی دیکھ لے گا بلکہ کھلم کُھلا گناہ کرنے لگتا ہے۔ ایسا شخص معافی ومغفرت سے دور ہو جاتا ہے جو سخت خطرناک حالت ہے۔

(۵) طاعت کے فائدے جو دنیا میں ملتے ہیں (۱۲) زندگی میں غیبی بشارتیں نصیب ہوتی ہیں۔ مثلاً اچھا خواب دیکھ لیا جس سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت اور حسن ظن بڑھ گیا جس سے مزید نیک اعمال کی توفیق ہو جاتی ہے۔

ماهنامہ

دعوۃ الحق

جلد(۱)

ربیع الاول

۱۴۲۷ھ

شمارہ(۱۲)

اپریل

۲۰۰۶ء

اجازت فرمودہ

محی السنۃ شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا شاہ
ابرارالحق صاحب ہردوئی قدس اللہ سرہٗ

زیرِ نگرانی

حضرت مولانا محمد اسعد صاحب مدظلہم
ناظم مقامی مجلس دعوۃ الحق

مدیر مسئول

مولانا قاری محمد عارف رحیمی زید مجدھم

ترتیب و تقدیم

علمائے مقامی مجلسِ دعوۃ الحق

قیمت ۱۰ روپے

سالانہ زرِتعاون ایک سو روپے، ششماہی ۵۵ روپے

منجانب

مقامی مجلسِ دعوۃ الحق، پرنام بٹ۔ ٹملناڈو

طابع وناشر حکیم وصی اللہ نے کرسنٹ اسکرینس بنگلور سے چھپوا کر دفترِ دعوۃ الحق پرنام بٹ سے شائع کیا

آئینہ

ہر نصیحت ہمارے لئے آئینہ ہے آیئے اپنی سدھار کی فکر کریں

دینی کتب ورسائل کا احترام ہر مسلمان کا فرض ہے

اداریہ

باسمہٖ تعالیٰ حامداً و مصلّیا

"فلا تزکوا أنفسکم هو أعلم بمن اتقى"

قرآن کریم نے اہل ایمان کو جن باتوں سے روکا ہے وہ دو قسم کی ہیں پہلی قسم ظاہری برائیاں جیسے چوری، زنا، جھوٹ، ظلم وستم گالی، بدنظری وغیرہ یہ ہاتھ پیر آنکھ کان اور زبان سے ہونے والے برے کام ہیں۔

دوسری قسم وہ برائیاں ہیں جن کا تعلق قلب ودماغ سے ہے۔ جیسے تکبر، ریاکاری، بدظنی، تحقیر، حسد، بغض، بدنیتی، وغیرہ۔

جو مسلمان اللہ کا خوف رکھتے ہیں وہ دونوں گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور جنھیں اللہ کا خوف نہیں ہوتا صرف لوگوں میں بدنامی کا ڈر ہوتا ہے وہ صرف جلوت میں ظاہری گناہوں سے اپنے آپ کو دور رکھتے ہیں۔ انھیں باطنی گندگی کے کہیں نہ کہیں ظاہر ہوجانے اور بدنامی کا ڈر لگا رہتا ہے اس لئے وہ اپنی پاکی صفائی کی سو سو قسمیں کھا کر اپنے متقی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں انہی دھوکہ بازوں سے قرآن مخاطب ہے۔

فلا تزکوا انفسکم تم اپنی اخلاقی پاکیزگی اور پرہیزگاری ثابت کرنے کی کوشش نہ کرو **هو اعلم بمن اتقى** وہ یعنے اللہ پاک جانتا ہے کہ کون متقی ہے؟

تقویٰ اور خوف خدا قلبی کیفیت کا نام ہے یہ کیفیت دعوے کی محتاج نہیں ہوتی بلکہ گفتار وکردار کی جھلکیاں بتاتی ہیں کہ اندورنی کیفیت کیا ہے؟

کل اناء یترشح بما فیه ہر پیالہ وہی دے گا جو اس میں ہے۔

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ مشک اپنی بھک سے پہچانا جاتا ہے نہ کہ عطار کی بک بک سے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ اسلامی سلاطین، علماء، عوام الناس ہر طبقے میں سے جن خوش بختوں کو خدا ترسی نصیب ہوتی ہے ان کے کردار میں تقویٰ کی جھلکیاں ضرور ملتی ہیں۔ دعوے کی ضرورت نہیں۔

مشہور سیاح ابن بطوطہ نے بہت سے ممالک کی سیاحت کی اور کئی عجیب وغریب واقعات دیکھے شہر خوارزم کی سیاحت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ خوارزم کی عظیم جامع مسجد کے امام وخطیب شیخ بدرالدین اعظم ایک بزرگ تھے ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور جمعہ کی نماز وہیں ادا کرنے کا موقع ملا خطبہ جمعہ سے تھوڑی دیر پہلے خطیب صاحب سے شاہی خادم نے آکر کہا کہ سلطان کو آنے میں کچھ دیر ہوگی آپ خطبہ ونماز میں ذرا تاخیر کرلیں۔ یہ سنتے ہی خطیب کا چہرہ سرخ ہوگیا اور کہنے لگے کہ نماز اللہ کیلئے ہے یا سلطان کیلئے؟

بس یہ کہکر خطبہ شروع کردیا پھر بلا تاخیر نماز کی جماعت بھی کھڑی ہوگئی۔ پتہ چلا کہ سلطان جب مسجد میں پہنچا تو دوسری رکعت ہورہی تھی اور مسجد کی صفیں نمازیوں سے بھرپور۔ ایک کونے میں بڑی مشکل سے سمٹ سمٹا کر سلطان نے نماز ادا کی۔ لیکن اس معاملہ کا ذرا سا بھی اثر سلطان پر نہیں ہوا۔

بلکہ نماز کے بعد خطیب صاحب کی جرأت وحق پسندی کی داد دینے کیلئے وہ دوڑتے ہوئے محراب کے پاس پہنچے اور شیخ بدرالدین کا ہاتھ تھام کر حق پرستی کا شکریہ ادا کیا۔ تو شیخ نے کہا اسلام کی تعلیم ہے کہ ہر چھوٹے بڑے کا مساوی درجہ رکھیں اعلیٰ ادنیٰ کے فرق کا اسلام میں کوئی تصور نہیں۔ میں نے اس تعلیم پر عمل کیا ہے اس میں میرا کیا کمال ہے؟

سبحان اللہ! علماء اسلام کی حق گوئی ان کی قوتِ ایمانی اور جرأت قلبی کی علامت تھی تو شاہان اسلام کی یہ بے نفسی اور تواضع وحق پسندی ان کے خوف خدا اور حسن خلق کی شہادت۔

کیا یہ دونوں باتیں ویسے ہی ان کے اندر آگئی تھیں! اگر ایسا تھا تو سارے ہی علماء وخلفاء وسلاطین ضرور ان اخلاق حسنہ اور اوصاف عالیہ سے متصف ہوتے؟

نہیں ہرگز نہیں یہ چیزیں ویسے نہیں آتیں اس کے پیچھے تزکیہ ومجاہدہ کی سعی پیہم کا راز پوشیدہ ہے جس سے خوف وخشیت الٰہی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

تزکیہ باب تفعیل سے ہے جو کسی دوسرے کا محتاج ہے۔ آدمی خود ہی پاک نہیں ہوتا، آدمی کیا دنیا کی کوئی بھی چیز گندہ ہوجاتی ہے تو دوسرے ہی سے پاک ہوتی ہے۔ انسان کا بھی یہی حال ہے وہ قرآن وحدیث کی تعلیمات سے آگاہ ہوکر خود پاک ہوجائے یہ عادتاً محال ہے۔ اسی لئے رسول اکرم ﷺ کو مزکّی بھی بنا کر بھیجا گیا۔ آپ معلم بھی تھے اور مربی ومزکی بھی۔

جو لوگ تربیت وتزکیہ کے عمل سے گذرے بغیر صرف معلومات کی بنیاد پر اپنے آپ کو پاک وصاف کہتے تھے انہی قرآن نے للکارا کہ **فلا تزکوا انفسکم** تم پاک بننے کا دعوے نہ کرو۔

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت | دامن تو ذرا دیکھ ذرا بندِ قبا دیکھ

بوعلی سینا کسی مرد حق سے ملنے گئے۔ بعد میں کسی اور کے ذریعہ ان کا تاثر معلوم کیا تو مرد حق کا دوٹوک فیصلہ تھا اخلاق نہ دارد۔ بوعلی سینا با اخلاق نہیں ہے۔ اس پر اس نے اخلاق کے موضوع پر اک ضخیم تصنیف پیش کردی تو مرد حق کا سیدھا سادھا جواب تھا کہ من نگفتم کہ اخلاق نداند۔ میں نے کب کہا تھا کہ اخلاق نہیں جانتا۔ کیا جاننے اور برتنے میں فرق نہیں ہوتا؟ اس کو اخلاق کا علم ہوگا اس سے کس کو انکار ہے ہاں کردار میں اخلاق کی جھلکیاں نہیں نظر آتیں۔

قرآن وحدیث کا یہی مطالبہ ہم سے ہے کہ ہم صرف قرآن وحدیث داں، دین داں، سنت داں نہ بنیں بلکہ دین دار سنت دار حیادار بنیں اسی میں نجات کا وعدہ ہے۔

(افادات رحیمی غیر مطبوعہ از حضرت مولانا محمد ذاکر رحیمی صاحب دامت برکاتہم)

بخاری مسلم میں جلیل القدر صحابی سے روایت ہے کہ سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا۔ پھر رب العزت نے حکم فرمایا کہ جا اور فرشتوں کو سلام کر پھر سن کہ وہ اس کے جواب میں کیا کہتے ہیں۔ بس وہی سلام اور جواب تیرا اور تیری اولاد کا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام گئے اور فرشتوں کو کہا السلام علیکم انہوں نے جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔

درسِ قرآن

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہٗ

شانِ توکل

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم ۔ الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا ۔ وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل ہ فانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل لم یمسسھم سوءٌ وتبعوا رضوان اللہ واللہ ذوفضل عظیم ہ انما ذٰلکم الشیطٰن یخوف اولیاء ہ فلاتخافوھم وخافون ان کنتم مؤمنین ہ

”جن کو کہا لوگوں نے کہ مکہ والے آدمیوں نے جمع کیا ہے سامان تمہارے مقابلہ کے لئے سوتم ان سے ڈروتو اور زیادہ ہوا ان کا ایمان اور بولے کافی ہے ہم کو اللہ اور کیا خوب کارساز ہے۔ پھر چلے آئے مسلمان اللہ کے احسان اور فضل کے ساتھ کچھ نہ پہونچی ان کو برائی اور تابع ہوئے اللہ کی مرضی کے اور اللہ کا فضل بڑا ہے۔ یہ جو ہے سو شیطان ہے کہ ڈراتا ہے اپنے دوستوں سے سو تم ان سے مت ڈرو مجھ سے ڈرو اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا، یعنی یہ وہ حضرات ہیں کہ جب ان لوگوں نے کہا کہ تمہارے خلاف دشمنوں نے بڑا سامان اکٹھا کیا ہے، ان سے ڈرو جنگ کا ارادہ نہ کرو، تو اس خبر نے ان کا جوشِ ایمان اور بڑھا دیا، وجہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت جب ان حضرات نے قبول کی تھی تو پہلے ہی دن سے محسوس کرلیا تھا کہ ہم نے جس راستہ پر سفر شروع کیا ہے وہ خطرات سے پُر ہے، قدم قدم پر مشکلات وموانع پیش آئیں گے،

ہمارا راستہ روکا جائے گا، اور ہماری انقلابی تحریک کو مٹانے کے لئے مسلح کوششیں کی جائیں گی، اس لئے جب یہ حضرات اس قسم کی مشکلات کو دیکھتے تھے تو ایمان کی قوت پہلے سے زیادہ ہو جاتی تھی، اور پہلے سے زیادہ جانفشانی اور فدا کاری کے ساتھ کام کرنے لگتے تھے،

ظاہر ہے کہ ان حضرات کا ایمان تو اسلام لانے کے اول روز ہی سے کامل تھا، لہٰذا ان آیتوں میں ایمان کی زیادتی سے ایمان کی صفات اور ایمان کے ثمرات کی زیادتی مراد ہے، اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دعوت پر تیار ہو جانے والے صحابہ کی اس حالت کو بھی اس جگہ خصوصیت کے ساتھ بیان کیا، کہ اس جہاد کے سفر میں تمام راستہ یہ جملہ ان کے ورِد زبان رہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل ،اس جملہ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے کافی ہے اور وہی بہتر کارساز ہے۔

یہاں یہ بات خصوصیت سے قابلِ غور ہے کہ رسولِ کریم ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کرام سے زیادہ تو دنیا میں کسی کا توکل واعتماد اللہ تعالیٰ پر نہیں ہوسکتا، لیکن آپ کی صورتِ توکل یہ نہ تھی، کہ اسبابِ ظاہر کو چھوڑ کر بیٹھے رہتے اور کہتے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے وہ بیٹھے بٹھائے ہمیں غلبہ عطا فرمائے گا، نہیں، بلکہ آپ نے صحابہؓ کرام کو جمع کیا، زخم خوردہ لوگوں کے دلوں میں نئی رُوح پیدا فرمائی، جہاد کیلئے تیار کیا، اور نکل کھڑے ہوئے، جتنے اسباب وذرائع اپنے اختیار میں تھے وہ سب مہیا اور استعمال کرنے کے بعد فرمایا کہ ہمیں اللہ کافی ہے، یہی وہ صحیح توکل ہے، جس کی تعلیم قرآن میں دی گئی، اور رسول کریم ﷺ نے اس پر عمل کیا اور کرایا، اسباب ظاہرہ دنیویہ بھی خدا تعالیٰ کا انعام ہیں، ان کو ترک کر دینا اس کی ناشکری ہے، ترکِ اسباب کر کے توکل کرنا سنتِ رسول ﷺ نہیں ہے، کوئی مغلوبُ الحال ہو تو وہ معذور سمجھا جاسکتا ہے، ورنہ صحیح بات یہی ہے کہ

برتوکل زانوئے اُشتر بہ بند

رسول کریم ﷺ نے خود ایک واقعہ میں اسی آیت حسبنا اللہ ونعم الوکیل کے بارے میں واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے:

عوف بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ کی خدمت میں دو شخصوں کا مقدمہ آیا آپؐ

نے ان کے درمیان فیصلہ فرمایا، یہ فیصلہ جس شخص کے خلاف تھا اس نے فیصلہ نہایت سکون سے سُنا، اور یہ کہتے ہوئے چلنے لگا کہ حسبی اللّٰہ ونعم الوکیل ، حضور ﷺ نے فرمایا اس شخص کو میرے پاس لاؤ، اور فرمایا:

ان اللّٰہ یلوم علی العجز ولکن علیک بالکیس فاذا علیک امر فقل حسبی اللّٰہ ونعم الوکیل،

''یعنی اللہ تعالیٰ ہاتھ پَیر توڑ کر بیٹھ جانے کو ناپسند کرتا ہے بلکہ تم کو چاہئے کہ تمام ذرائع اختیار کرو پھر بھی عاجز ہو جاؤ اس وقت کہو حسبی اللہ ونعم الوکیل۔''

دوسری آیت میں ان حضرات صحابہ کے اقدامِ جہاد اور حسبنا اللہ ونعم الوکیل کہنے کے فوائد وثمرات اور برکات کا بیان ہے، فرمایا:

فانقلبوا بنعمۃ من اللّٰہ وفضل لم یمسسھم سوء واتبعوا رضوان اللّٰہ یعنی یہ لوگ اللہ کے انعام اور فضل کے ساتھ واپس آئے، کہ انہیں کوئی ناگواری ذرا نہ پیش آئی اور یہ لوگ رضائے الٰہی کے تابع رہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو تین نعمتیں عطا کیں، پہلی نعمت تو یہ کہ کافروں کے قلوب میں رعب وہیبت ڈال دی، اور وہ لوگ بھاگ گئے، جس کی وجہ سے یہ حضرات قتل وقتال سے محفوظ رہے، اس نعمت کو اللہ تعالیٰ نے نعمت ہی کے لفظ سے تعبیر فرمایا، اور دوسری نعمت اللہ تعالیٰ نے یہ عطا فرمائی کہ ان حضرات کو حمراء الاسد کے بازار میں تجارت کا موقع ملا اور اس مال سے منافع حاصل ہوئے اس کو لفظ فضل سے تعبیر فرمایا ہے۔

تیسری نعمت جو اِن تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے وہ رضائے الٰہی کا حصول ہے، اس جہاد میں ان حضرات کو خاص انداز میں حاصل ہوئی۔

حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل کے جو فوائد وبرکات قرآن کریم نے بیان فرمائے وہ کچھ صحابۂ کرام کے ساتھ مخصوص نہ تھے، بلکہ جو شخص بھی جذبۂ ایمانی کے ساتھ اس کا ورد کرے وہ یہ برکات حاصل کرے گا۔

مشائخ وعلماء نے حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھنے کے فوائد میں لکھا کہ اس آیت کو ایک ہزار مرتبہ جذبۂ ایمان وانقیاد کے ساتھ پڑھا جائے اور دعاء مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتا، ہجوم افکار ومصائب کے وقت حسبنا اللہ ونعم الوکیل کا پڑھنا مجرب ہے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کو ایسی خبروں سے ہرگز ڈرنا نہیں چاہئے، البتہ مجھ سے ڈرتے رہنا ضروری ہے، یعنی میری اطاعت کے خلاف کوئی قدم اٹھانے سے ہر مؤمن کو ڈرنا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ کی مدد ساتھ ہو تو کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتا۔

خوف خدا سے مراد کیا ہے اس آیت میں حق تعالیٰ نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتے رہیں اور دوسری آیت میں ان لوگوں کی مدح فرمائی جو اللہ سے ڈرتے ہیں یخافون ربھم من فوقھم مگر بعض اکابر نے فرمایا کہ خوف خدا رونے اور آنسو پونچھنے کا نام نہیں بلکہ اللہ سے ڈرنے والا وہ ہے جو ہر اس چیز کو چھوڑ دے جس پر اللہ کی طرف سے عذاب کا خطرہ ہو۔

ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوبکر بن فواک بیمار تھے میں ان کی عیادت کو گیا مجھے دیکھ کر ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے میں نے کہا کہ گھبرایئے نہیں اللہ تعالیٰ آپ کو شفاو عافیت دیں گے وہ فرمانے لگے کیا تم یہ سمجھے کہ میں موت کے خوف سے روتا ہوں بات یہ نہیں مجھے مابعد الموت کا خوف ہے کہ وہاں کوئی عذاب نہ ہو۔

انسان اگر تمام عمر بھی نیکیاں کرتا رہے، اور معصیت سے کنارہ کش رہے تب بھی اس کے تمام اعمال جنت کی قیمت نہیں ہو سکتے، جنت میں لے جانے والی صرف ایک چیز ہے اور وہ مغفرت باری تعالیٰ ہے اور اس کا فضل ہے، رسول اللہ نے فرمایا:

سددوا وقاربوا وابشروا فانه لن يدخل احداً الجنة عمله قالوا ولا انت يا رسول الله قال ولا انا الا ان يتغمدنى الله برحمته.

(ترغیب وترھیب بحوالہ بخاری ومسلم)

”راستی اور حق کو اختیار کرو، درمیانی راہ اختیار کرو اور (اللہ کے فضل) کی بشارت حاصل کرو، کسی شخص کا عمل اس کو جنت میں نہیں پہنچائے گا، لوگوں نے کہا، نہ آپ کا یا رسول اللہ، آپ نے فرمایا، نہ میرا عمل جنت میں پہنچائے گا، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنی رحمت سے ڈھانپ لے“

حاصل یہ ہے کہ ہمارے اعمال جنت کی قیمت نہں ہیں، لیکن عادت اللہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسی بندے کو نوازتا ہے جو اعمالِ صالحہ کرتا ہے، بلکہ جس کو اعمالِ صالحہ کی توفیق ہوگی، وہی علامت ہے کہ اللہ اس سے راضی ہیں، لہٰذا اعمال کی ادائیگی میں کبھی کوتاہی نہیں کرنا چاہئے، معلوم ہوا کہ دخولِ جنت کا اصلی باعث اور سبب مغفرتِ الٰہی ہے، اسی لئے مغفرت کی اہمیت کے پیشِ نظر مطلق مغفرت نہیں فرمایا گیا، بلکہ **مغفرة من ربکم** فرمایا گیا صفتِ ربوبیت کے بیان کرنے میں مزید لطف اور امتنان کا اظہار مقصود ہے۔

آگے جس کی طرف دوڑنے کا حکم دیا جارہا ہے وہ جنت ہے، اور جنت کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ اس کی وسعت اس قدر ہے جتنا سارا آسمان وزمین ہے، انسان کے دماغ میں آسمان وزمین کی وسعت سے زیادہ اور کوئی وسعت آہی نہیں سکتی اس لئے سمجھانے کیلئے جنت کے عرض کو اس سے تشبیہ دی، گویا بتلادیا کہ جنت بہت وسیع ہے اس کے عرض میں سارے زمین وآسمان سما سکتے ہیں، پھر جب اس کے عرض کا یہ حال ہے تو طول کا حال خدا جانے کیا ہوگا، یہ معنی تو اس وقت ہیں جب عرض کو طول کے مقابل لیا جائے، لیکن اگر عرض کو ثَمن یعنی قیمت کے معنی میں لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ جنت کوئی معمولی شئے نہیں ہے، اس کی قیمت سارا آسمان وزمین ہیں، لہٰذا ایسی قیمتی اور عظیم الشان چیز کے لئے مسابقت اور مسارعت کرو۔

قال ابو مسلم ان العرض هنا ما يعرض من الثمن فی مقابلة المبيع ای ثمنها لو بيعت كثمن السمٰوٰت والارض والمراد بذلك عظم مقدارها وجلالة خطرها وانه لا يساويها شیءٌ وان عظم۔

''ابو مسلم کہتے ہیں کہ عرض سے مراد آیت میں وہ چیز ہے جو مبیع کے مقابلہ میں بطور قیمت پیش کی جائے، مطلب یہ ہے کہ اگر بالفرض جنت کی قیمت لگائی جائے تو سارا آسمان وزمین اور ان کی کائنات اس کی قیمت ہوگی، مقصود اس سے جنت کی عظمت اور جلالتِ قدر کا بیان کرنا ہے۔

(معارف القرآن جلد:۲)

درسِ حدیث

(قسط سوم)

قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت
مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہٗ

ذکر اللہ کے عظیم فوائد

عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول الدنيا ملعونة وملعون ما فيها الا ذكر الله وما والاه وعالماً ومتعلماً. رواه الترمذی وابن ماجة والبيهقی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب ملعون (اللہ کی رحمت سے دور ہے) مگر اللہ کا ذکر اور وہ چیز جو اس کے قریب ہو اور عالم اور طالب علم۔

ذکر اللہ کے بقیہ فوائد (۵۱) جو شخص چاہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے بھی جنت کے باغوں میں رہے وہ ذکر کی مجالس میں بیٹھے کیونکہ یہ مجالس جنت کے باغ ہیں۔ (۵۲) ذکر کی مجلسیں فرشتوں کی مجلسیں ہیں (احادیث مذکورہ میں یہ مضمون مفصل گذر چکا ہے) (۵۳) اللہ جل شانہٗ ذکر کرنے والوں پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہیں (۵۴) ذکر پر مداومت کرنے والا جنت میں ہنستا ہوا داخل ہوتا ہے (۵۵) تمام اعمال اللہ کے ذکر ہی کے واسطے مقرر کیئے گئے ہیں (۵۶) تمام اعمال میں وہی عمل افضل ہے جس میں ذکر کثرت سے کیا جائے روزوں میں وہ روزہ افضل ہے جس میں ذکر کی کثرت ہو حج میں وہ حج افضل ہے جس میں ذکر کی کثرت ہو اسی طرح اور اعمال جہاد وغیرہ کا حکم ہے (۵۷) یہ نوافل اور دوسری نفل عبادت کے قائم مقام ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ فقراء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ یہ مالدار لوگ بڑے بڑے درجے حاصل کرتے ہیں یہ روزے نماز میں ہمارے شریک ہیں اور اپنے مالوں کی وجہ سے حج عمرہ جہاد میں ہم سے سبقت لے جاتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمھیں ایسی چیز بتاؤں جس سے کوئی شخص تم تک نہ پہنچ سکے مگر وہ شخص جو یہ عمل کرے، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

ہر نماز کے بعد سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر پڑھنے کو فرمایا گویا کہ حضور ﷺ نے حج عمرہ جہاد وغیرہ ہر عبادت کا بدل ذکر کو قرار دیا ہے (۵۸) ذکر دوسری عبادات کے لئے بڑا معین ومددگار ہے کہ اس کی کثرت سے ہر عبادت محبوب بن جاتی ہے اور عبادات میں لذت آنے لگتی ہے اور کسی عبادت میں بھی مشقت اور بار نہیں رہتا (۵۹) ذکر کی وجہ سے ہر مشقت آسان بن جاتی ہے اور ہر دشوار چیز سہل ہو جاتی ہے اور ہر قسم کے بوجھ میں خفت ہو جاتی ہے اور ہر مصیبت زائل ہو جاتی ہے (۶۰) ذکر کی وجہ سے دل سے خوف وہراس دور ہو جاتا ہے ڈر کے مقام پر اطمینان پیدا کرنے اور خوف کے زائل کرنے میں اللہ کے ذکر کو خصوصی دخل ہے اور اس کی یہ خاص تاثیر ہے جتنی بھی ذکر کی کثرت ہوگی اتنا ہی اطمینان نصیب ہوگا اور خوف زائل ہوگا۔

(۶۱) ذکر کی وجہ سے آدمی میں ایک خاص قوت پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے ایسے کام اس سے صادر ہونے لگتے ہیں جو دشوار نظر آتے ہیں حضور ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کو جب انھوں نے چکی کی مشقت اور کاروبار کی دشواری کی وجہ سے ایک خادم طلب کیا تھا تو سوتے وقت سبحان اللہ الحمد للہ ۳۳، ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھنے کا حکم فرمایا تھا اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ خادم سے بہتر ہے (۶۲) آخرت کے لئے کام کرنے والے سب دوڑ رہے ہیں اور اس دوڑ میں ذاکرین کی جماعت سب سے آگے ہے عمر مولیٰ غفرۃؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ قیامت میں جب لوگوں کو اعمال کا ثواب ملے گا تو بہت سے لوگ اس وقت حسرت کریں گے کہ ہم نے ذکر کا اہتمام کیوں نہ کیا کہ سب سے زیادہ سہل عمل تھا ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ مفردلوگ آگے بڑھ گئے صحابہؓ نے عرض کیا کہ مفردلوگ کون ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ذکر پر مرمٹنے والے کہ ذکر ان کے بوجھوں کو ہلکا کر دیتا ہے (۶۳) ذکر کرنے والے کی اللہ تعالیٰ شانہٗ تصدیق کرتے ہیں اور اس کو سچا بتاتے ہیں اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ خود سچا بتائیں اس کا حشر جھوٹوں کے ساتھ نہیں ہو سکتا حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں میرے بندے نے سچ کہا میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں سب سے بڑا ہوں (۶۴) ذکر سے جنت میں گھر تعمیر ہوتے ہیں جب بندہ ذکر سے رک

جاتا ہے تو فرشتے تعمیر سے رک جاتے ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ فلاں تعمیر تم نے کیوں روک دی تو وہ کہتے ہیں کہ اس تعمیر کا خرچ ابھی تک آیا نہیں ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم سات مرتبہ پڑھے ایک گنبد اس کیلئے جنت میں تعمیر ہو جاتا ہے۔

(۶۵) ذکر جہنم کے لئے آڑ ہے اگر کسی بدعملی کی وجہ سے جہنم کا مستحق ہو جائے تو ذکر درمیان میں آڑ بن جاتا ہے اور جتنی ذکر کی کثرت ہوگی اتنی ہی پختہ آڑ ہوگی (۶۶) ذکر کرنے والے کیلئے فرشتے استغفار کرتے ہیں۔ حضرت عمرو بن العاصؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ جب بندہ سبحان اللہ وبحمدہ کہتا ہے یا الحمدللہ رب العالمین کہتا ہے تو فرشتے دعا کرتے ہیں اے اللہ اس کی مغفرت فرما (۶۷) جس پہاڑ پر یا میدان میں اللہ کا ذکر کیا جائے وہ فخر کرتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو آواز دے کر پوچھتا ہے کہ کوئی ذکر کرنے والا تجھ پر آج گذرا ہے اگر وہ کہتا ہے کہ گذرا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے (۶۸) ذکر کی کثرت نفاق سے بری ہونے کا اطمینان (اور سند) ہے کیونکہ اللہ جل شانہٗ نے منافقوں کی صفت یہ بیان کی ہے لا یذکرون اللہ الا قلیلا ۔ (نہیں ذکر کرتے اللہ کا مگر تھوڑا سا) کعبؓ احبار سے نقل کیا گیا ہے کہ جو کثرت سے اللہ کا ذکر کرے وہ نفاق سے بری ہے (۶۹) تمام نیک اعمال کے مقابلہ میں ذکر کے لئے ایک خاص لذت ہے جو کسی عمل میں بھی نہیں پائی جاتی۔ اگر ذکر میں اس لذت کے سوا کوئی بھی فضیلت نہ ہوتی تو یہی چیز اس کی فضیلت کے لئے کافی تھی کہ مالکؒ بن دینار کہتے ہیں کہ لذت پانے والے کسی چیز میں بھی ذکر کے برابر لذت نہیں پاتے (۷۰) ذکر کرنے والوں کے چہروں پر دنیا میں رونق اور آخرت میں نور ہوگا۔

(۷۱) جو شخص راستوں اور گھروں میں سفر اور حضر میں کثرت سے ذکر کرے قیامت میں اس کے گواہی دینے والے کثرت سے ہوں گے حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے دن کے بارے میں فرماتے ہیں یومئذ تحدث اخبارھا (اس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جانتے ہو اس کی خبریں کیا ہیں صحابہؓ نے لاعلمی ظاہر کی تو حضور ﷺ

نے ارشاد فرمایا کہ جس مرد عورت نے جو کام زمین پر کیا ہے وہ بتائے گی کہ فلاں دن فلاں وقت مجھ پر یہ کام کیا ہے (نیک ہو یا برا) اس لئے مختلف جگھوں میں کثرت سے ذکر کرنے والوں کے گواہ بھی بکثرت ہوں گے (۷۲) زبان جتنی دیر ذکر میں مشغول رہے گی لغویات جھوٹ غیبت وغیرہ سے محفوظ رہے گی اس لئے کہ زبان چپ تو رہتی ہی نہیں یا ذکر اللہ میں مشغول ہوگی ورنہ لغویات میں۔ اسی طرح دل کا حال ہے کہ اگر وہ اللہ کی محبت میں مشغول نہ ہوگا تو مخلوق کی محبت مبتلا ہوگا (۷۳) شیاطین آدمی کے کھلے دشمن اور ہر طرح سے اس کو وحشت میں ڈالتے رہتے ہیں اور ہر طرف سے اس کو گھیرے رہتے ہیں جس شخص کا یہ حال ہو کہ اس کے دشمن ہر وقت اس کا محاصرہ کئے رہتے ہوں اس کا جو حال ہوگا ظاہر ہے اور دشمن بھی ایسے کہ ہر ایک ان میں سے یہ چاہے کہ جو تکلیف بھی پہنچا سکوں پہنچاؤں۔ ان لشکروں کو ہٹانے والی چیز ذکر کے سوا کوئی نہیں ہے۔ بہت سی احادیث میں بہت سی دعائیں آئی ہیں جس کے پڑھنے سے شیطان قریب بھی نہیں آتا اور سوتے وقت پڑھنے سے رات بھر حفاظت رہتی ہے۔

(فضائل اعمال حصہ اول)

صلہ رحمی کرنا برکت کا ذریعہ ہے

مراد: نسبی اور سسرالی قرابت داروں کے ساتھ احسان کرنا، ان کے ساتھ ہمدردی والا سلوک کرنا، اور ان کا خیال رکھنا۔

دلیل: امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''من سره ان يبسط له فى رزقه وينسا له فى اثره فليصل رحمه.''

(صحیح البخاری ۱۰/۴۰۵)

ترجمہ: ''جو شخص اپنے رزق میں وسعت اور عمر اضافہ پسند کرے وہ صِلہ رحمی کرے۔''

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتھم

انوارِ سنت

چند سنتیں

موت اور اس کے بعد کی سنتیں (۱) جب یہ معلوم ہونے لگے کہ موت کا وقت قریب ہے۔ تو اس وقت جو لوگ موجود ہوں اس کا منہ قبلہ کی طرف پھیر دیں۔ (۲) جب موت قریب معلوم ہو تو یہ دعا پڑھے:۔ اللهم اغفرلي وارحمني والحقني بالرفيق الاعلیٰ اے اللہ! مجھ کو بخشدے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے اوپر والے ساتھیوں میں پہنچا دے۔ (۳) جب روح نکلنے کے آثار محسوس ہوں تو یہ دعا پڑھے۔ اللھم اعنی علیٰ غمرات الموت وسکرات الموت۔ اے اللہ! موت کی سختیوں کے موقع پر میری مدد فرما۔ جب موت واقع ہو جائے تو اہلِ تعلق یہ دعاء پڑھیں: (۴) انا لِلّٰه وانا اليه راجعون ۔ اللّٰهم اجرني في مصيبتي واخلف لي خيرا منها ۔ بیشک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! میری مصیبت میں اجر دے اور اس کے عوض مجھے اس سے اچھا بدل عنایت فرما۔

(۵) روح نکل جانے کے بعد میت کی آنکھیں بند کرے۔ (۶) جو شخص میت کو تخت پر رکھنے کے لئے اٹھائے یا جنازہ اٹھائے تو بسم اللہ کہے۔ (۷) میت کو دفن کرنے میں جلدی کرنا سنت ہے۔

(۸) میت کو قبر میں رکھے تو یہ دعاء پڑھے۔ بسم الله وعلى ملة رسول الله صلى الله عليه وسلم ۔ (۹) میت کو قبر میں داہنی کروٹ پر اس طرح لٹانا چاہئے کہ پورا سینہ کعبہ کی طرف ہو اور پشت کو قبر کی دیوار سے لگا دے۔ آج کل لوگ صرف منہ کعبہ کی طرف کر دیتے ہیں اور چت لٹاتے ہیں کہ سینہ آسمان کی طرف ہوتا ہے۔ یہ بالکل خلاف سنت ہے۔ (۱۰) میت کے رشتہ داروں کا کھانا دینا مسنون ہے۔ اس کھانے کو تمام برادری یا رشتہ داروں کا کھانا جائز نہیں۔ میت والوں کے کھانے میں جو شریک ہیں ان کے لئے یہ کھانا جائز ہے۔ نا موری اور دکھلاوے کے لئے

ایسا کرنا جائز نہیں۔ جو موجود ہووے اسکو دے دیا جائے۔ (۱۱) قبر کو نہ بہت اونچی کریں نہ پختہ بنائیں۔ (۱۲) قبر پر پانی چھڑکنا سنت ہے۔ (۱۳) جب میت کے دفن سے پہلے حضور ﷺ فارغ ہوتے تو خود بھی اور دوسروں کے لئے فرماتے کہ اپنے بھائی کیلئے استغفار کرو۔ اور ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کہ اللہ اسے منکر نکیر کے جواب میں ثابت قدم رکھے۔

سونے کی سنتیں (۱) نبی کریم ﷺ سے ان تمام چیزوں پر استراحت فرمانا ثابت ہے۔

(۱) بوریہ (۲) چٹائی پر (۳) کپڑے کا فرش (۴) زمین (۵) تخت (۶) چارپائی (۷) چمڑا اور کھال۔

(۲) باوضو سونا سنت ہے۔ (۳) جب اپنے بستر پر آئے تو اسے اپنے کپڑے کے گوشہ سے تین بار جھاڑے۔ (۴) سونے سے پہلے دوسرے کپڑے تبدیل کرنا سنت ہے۔

(۵) سونے سے پہلے بسم اللہ کہتے ہوئے درج ذیل امور انجام دے۔

(۱) دروازہ بند کرے (۲) چراغ بجھادے (۳) مشکیزہ کا منہ باندھے (۴) برتن ڈھانک دے اور اگر اس وقت ڈھانکنے کے لئے کچھ نہ ملے تو برتن کے منہ پر (چوڑائی میں) ایک لکڑی رکھدے۔

(۶) عشاء کی نماز کے بعد قصہ کہانیوں کی ممانعت ہے۔ نماز پڑھکر سو رہنا چاہئے۔ البتہ وعظ ونصیحت کے لئے یا روزی معاش کے لئے جاگنے کی اجازت ہے۔ (۷) سوتے وقت ہر آنکھ میں تین تین سلائی سرمہ لگانا عورت اور مرد دونوں کے لئے مسنون ہے۔ (۸) جب سونے کا ارادہ ہو تو قرآن شریف کی آیات اور سورتیں پڑھو مثلاً الحمد شریف، آیۃ الکرسی، سورۂ ملک (تبارک الذی) چاروں قل اور درود شریف۔ اگر زیادہ نہ پڑھ سکو تو دو ایک سورتیں ضرور پڑھ لو کہ یہ دنیا اور آخرت کی بھلائی اور نیک بختی کی بنیاد ہے۔ (۹) سونے سے پہلے تسبیح فاطمہ کا اہتمام کرے یعنی سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمدللہ ۳۳ بار، اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھے۔ (۱۰) سوتے وقت داہنی کروٹ پر قبلہ رُو ہونا سنت ہے۔ اس طرح سونا کہ سینہ زمین کی طرف اور پیٹھ آسمان کی طرف ہو منع ہے کیوں کہ اس طرح شیطان سوتا ہے۔ بستر پر سوکر یہ دعا پڑھے۔ باسمك ربى وضعت جنبى وبك ارفعه ان امسكت نفسى فاغفرلها وان ارسلتها فاحفظها بما تحفظ به عبادك الصالحين.

(۱۱) پھر یہ دعا پڑھے۔ اللھم باسمك اموت واحییٰ۔ (۱۲) سونے سے پہلے تین بار یہ استغفار بھی پڑھے۔استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ۔ اگر خواب میں کوئی ڈراونی بات نظر آجائے اور آنکھ کھل جائے تو اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم تین بار پڑھ کر بائیں طرف تھتکار دو اور کروٹ بدل کر سو جاؤ۔ اگر کسی کو فرصت میسر ہو تو اتباع سنت میں دوپہر کو کچھ دیر لیٹ جانا سنت ہے۔ نیند آئے یا نہ آئے۔ (رسول اللہ ﷺ کی سنتیں)

اعلان

آپ حضرات کو یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ مقامی مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا **ماہانہ اجتماع عصر تا فجر** بتاریخ ۲۹/ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ بمطابق **30-04-2006** بروز اتوار بمقام **لال مسجد** پرنام بٹ۔ انشاء اللہ منعقد ہوگا۔

جسمیں مندرجہ ذیل نظام رہیگا۔

بعد نماز عصر: ایک گناہ کبیرہ بتانا ۞ ایک سنت بتانا ۞ قرآن پاک کی ایک آیت کی تصحیح ۞ آداب گشت ۞ بعدۂ گشت ۞ تعلیم تسہیل قصد السبیل ۞ چائے ۞ تیاری نماز مغرب

بعد نماز مغرب: تلاوت کلام پاک ۞ سنن نماز میں سے تین سنتوں کا عملی نمونہ (سلسلہ) ۞ بعدۂ مہمان خصوصی کا اصلاحی خطاب ۞ بعدۂ دعا ۞ تیاری نماز عشاء

بعد نماز عشاء: کھانے کی سنتیں ۞ سونے کی سنتیں ۞ نماز کی عملی مشق ۞ مراقبۂ موت ۞ دعا ۞ بعدۂ قیام شب ۞ نماز تہجد (انفرادی) ۞ معمولات (انفرادی) ۞ تیاری نماز فجر

بعد نماز فجر: تفسیر قرآن پاک

آپ تمام احباب سے اس اجلاس میں حسبِ موقع شرکت اور کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

ملفوظات

حضرت محی السنۃ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب قدس اللہ سرہٗ

ارشاد فرمایاکہ پولیس مین اور پوسٹ مین اپنی اپنی وردی سے شناخت کرلئے جاتے ہیں مگر آج کل طالب علم دین کا تعارف کرانا پڑتا ہے صلحاء کی وضع قطع کا اہتمام نہیں۔ صالحین کی صورت اختیار کرنے سے صلاحیت کی حقیقت بھی منتقل ہوجاتی ہے۔

ارشاد فرمایاکہ جب وعظ ہورہا ہو یا دینی کتاب سنائی جارہی ہو تو تلاوت یا نفل نماز یا کوئی وظیفہ وہاں نہ پڑھنا چاہئے دین کا ایک مسئلہ سیکھنا سو رکعات نوافل سے بھی افضل ہے اور ایسے وقت ایسے لوگوں کے ان اعمال سے واعظ کے مضامین کی آمد رک جاتی ہے اس کا وبال الگ اس کی گردن پر ہوگا۔ اسی طرح بعض لوگ سر جھکا کر آنکھ بند کرکے بیٹھتے ہیں۔ خواہ وہ توجہ ڈالتے ہوں یا سوتے ہوں اس سے بھی واعظ کے قلب پر اثر پڑتا ہے اور مضامین کی آمد رک جاتی ہے۔ لہٰذا توجہ ڈالنے والوں کو (یعنی سونے والوں کو) وعظ سے اٹھ جانا چاہئے اور کہیں جاکر سو رہنا چاہئے نیز پاس والوں کو بھی اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ کوئی آنکھ بند کرنے نہ پائے۔

ارشاد فرمایاکہ حفظ قرآن کی ایک آسان صورت یہ سمجھ میں آئی ہے کہ ایک آیت ہر روز یاد کرلے تو سال میں ایک پارہ تو ضرور ہی انشاء اللہ تعالیٰ یاد ہوجائے گا اور تیس سال میں پورے حافظ ہوگئے اور اگر اس سے قبل انتقال ہوگیا تو قیامت کے دن حافظ اٹھایا جاوے گا۔ اسی طرح اگر محلہ کے تیس آدمی ایک ایک پارہ تقسیم کرکے یاد کرلیں تو سال میں تیس پارے سب کو الگ الگ یاد ہوجائیں گے پھر کسی سامع کی ضرورت تراویح میں نہ ہوگی اسی طرح ہر آدمی ایک پارہ قرآن پاک بھی سنا سکتا ہے اور تیس دن میں تیس آدمی پورا قرآن سنا سکتے ہیں پھر کسی حافظ کو اُجرت پر بلانے کے گناہ سے

سب محفوظ ہو جائیں گے تراویح حفاظ کرام کو بدون اجرت سنانا چاہئے۔ خواہ طے کریں یا نہ کریں کسی حالت میں کچھ ہرگز نہ لیں کیونکہ طے نہ کرنے میں بھی المعروف کالمشروط کا مسئلہ ہوتا ہے۔ اور اس عرف کے سبب وہ قائم مقام طے ہی کے ہوتا ہے۔ اگر خدانخواستہ بدون اُجرت کا حافظ نہ ملے تو پھر الم ترکیف سے پڑھ لیں یا کسی کو طویل سورتیں یاد ہوں اس کو تھوڑا تھوڑا کر کے پڑھ لیا کریں۔

ارشاد فرمایاکه جو لوگ علم دین نہیں سیکھتے اوہام پرستی میں مبتلا ہو جاتے ہیں ایک صاحب نے جمعرات کو سیاہ کتا مسجد میں جاتے دیکھا انھوں نے بجائے مسجد سے بھگانے کے اس کو جھک کر ادب سے سلام کیا کسی نے کہا ارے بھائی یہ کیا؟ جواب دیا کہ جمعرات کے دن سیاہ کتوں کی شکل میں جنات نکلتے ہیں تو شاید یہ بھی جن ہو اور شاید یہ جنوں کا بادشاہ ہو اور میرے سلام کرنے سے شاید خوش ہو کر مجھے کوئی خزانہ عطا کر دے لاحول ولا قوۃ یہ وہم پرستی اہل علم سے دوری کے سبب ہے۔ کوئی علماء کا صحبت یافتہ ایسی حماقت نہیں کر سکتا۔

ارشاد فرمایاکه اگر اولاد نافرمان ہو یا بیوی نافرمان ہو یا شوہر ظالم ہو یا کسی ملازم کا افسر ظالم ہو یا کوئی محلّہ کا دشمن ستا رہا ہو وہ تو یہ وظیفہ نہایت مجرب ہے ۴۰ دن نماز عشاء دو سو مرتبہ پڑھے اول آخر درود شریف ۱۱-۱۱ مرتبہ پڑھے پھر بعد چلّہ صرف ۲۱ مرتبہ ہر روز پڑھ لیا کرے۔ وظیفہ یہ ہے۔

یا مقلب القلوب والابصار یا خالق اللیل والنہار یا عزیز یا لطیف یا غفار۔

کرایہ دار شرارت کر رہا ہو تو بھی یہی پڑھے اور جملہ مہمات اور مشکلات کے لئے حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل ایک سو گیارہ مرتبہ اول آخر ۱۱ بار درود شریف کے ساتھ پڑھ کر دعا کر لیا کرے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ نے اس عمل کی بہت تعریف لکھی ہے۔

اسی طرح اپنا حق طلب کرتے وقت صاحب معاملہ کے سامنے جب جائے تو یا سبوح یا قدوس یا غفور یا ودود پڑھ کر جائے اور سامنے بھی آہستہ آہستہ پڑھتا رہے کرایہ لینے جائے یا جس سے کام ہو اس کے سامنے اس کو پڑھنے سے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا دل نرم ہوئے گا۔

ارشاد فرمایاکہ جو شخص ڈیوٹی پر ہوتا ہے تو اس کے کھانے اور بیت الخلا کے جانے پر بھی تنخواہ ملتی ہے اسی طرح جو نماز روزہ کے فرائض صحیح طور پر انجام دیتا ہے اس کا کھانا، پینا، سونا، جاگنا، پیشاب پائخانہ کرنا سب ثواب اور اجر کا باعث ہوتا ہے کیونکہ یہ ڈیوٹی پر ہے۔

ارشاد فرمایاکہ حافظ دس آدمیوں کو بخشوائے گا اور شہید ستر آدمیوں کو بخشوائے گا۔

ارشاد فرمایاکہ ناگوار امور پر صبر کرنے سے اور ثواب کی امید رکھنے سے قلب پر پریشانی نہیں رہتی۔ ڈاکٹر انجیکشن لگاتا ہے اور اس کو فیس بھی دیتے ہیں کیونکہ اس کی حکمت پر نظر ہے اور اگر دوسرا آدمی سوئی چبھو کر فیس مانگے تو اس کو آپ کیا دیں گے۔

ارشاد فرمایاکہ جیسا ٹکٹ ہوتا ہے اسی طرح کا اس کا ویٹنگ روم ہوتا ہے پس عالم برزخ ہر شخص کا اس کے اعمال کے مطابق ہوگا۔

ارشاد فرمایاکہ ایک مسجد میں نماز کے بعد جب دعا مانگنے لگا تو کسی مقتدی نے زور سے آمین کہا۔ میں نے کہا کہ کیوں بھائی جب میں نے سورہ فاتحہ میں ضالین پڑھا تھا تو آپ نے زور سے آمین کیوں نہیں کہا کچھ لوگوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ حنفی ہیں زور سے آمین تو شافعی کہتے ہیں پھر میں نے کہا تو بھائی آپ لوگ نماز کے اندر تو حنفی ہوتے ہیں اور نماز کے باہر شافعی ہو جاتے ہیں۔ تو بات سمجھ میں آگئی۔ دراصل بعض مجبوریوں سے اس کو کسی نے شروع کر دیا۔ پس اس کو دین کا جز بنا دیا امام کے دُعا ختم ہونے کا اگر پتہ نہ چلا اور آپ نے کچھ دیر اور دُعا مانگ لی تو کیا نقصان ہوگیا۔

ارشاد فرمایاکہ جب کسی سے ایذا پہنچے تسبیح وتحمید میں لگنے کا حکم ہے اس علاج کی حقیقت یہ ہے کہ توجہ اُدھر سے ہٹالی جائے اور توجہ کا فرد کامل توجہ الی اللہ ہے۔

(مجالسِ ابرار)

دعوت الی اللہ کے پیغمبرانہ آداب

حضرت محی السنۃ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب قدس اللہ سرہٗ

دعوت الی اللہ دراصل انبیاء علیہم السلام کا منصب ہے، امت کے علماء اس منصب کو ان کا نائب ہونے کی حیثیت سے استعمال کرتے ہیں، تو لازم یہ ہے کہ اس کے آداب اور طریقے بھی انہی سے سیکھیں، جو دعوت ان طریقوں پر نہ رہے، وہ دعوت کے بجائے عداوت اور جنگ وجدال کا موجب ہو جاتی ہے۔

دعوت پیغمبرانہ کے اصول میں جو ہدایت قرآن کریم میں حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کے لئے نقل کی گئی ہے کہ "فقولا لہٗ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشی" "یعنی فرعون سے نرم بات کرو شاید وہ سمجھ لے یا ڈر جائے" یہ ہر داعی حق کو ہر وقت سامنے رکھنا ضروری ہے، کہ فرعون جب سرکش، کافر، جس کی موت بھی "علم الٰہی" میں کفر ہی پر ہونے والی تھی، اس کی طرف بھی جیسا اللہ تعالیٰ اپنے داعی کو بھیجتے ہیں، تو نرم گفتاری کی ہدایت سامنے بھیجتے ہیں، آج ہم جن لوگوں کو دعوت دیتے ہیں، وہ کافر سے زیادہ گمراہ نہیں، اور ہم سے کوئی موسیٰ وہارون علیہما السلام کے برابر ہادی وداعی نہیں، تو جو حق، اللہ تعالیٰ نے اپنے دونوں پیغمبروں کو نہیں دیا کہ مخاطب سے سخت کلامی کریں، اس پر فقرے کسیں، اس کی توہین کریں، وہ حق ہمیں کہاں سے حاصل ہو گیا۔

قرآن کریم انبیاء علیہم السلام کی دعوت وتبلیغ اور کفار کے مجادلہ سے بھرا ہوا ہے، اس میں کہیں نظر نہیں آتا کہ کسی اللہ کے رسول نے حق کے خلاف ان پر طعنہ زنی کرنے والوں کے جواب میں کوئی "ثقیل کلمہ" بھی کہا ہو، اس کی چند مثالیں دیکھئے:۔

سورۂ اعراف کے ساتویں رکوع میں آیات ۵۹/ سے ۶۷/ تک دو پیغمبر حضرت نوح اور حضرت ہود علیہما السلام کے ساتھ ان کی قوم کے مجادلہ اور سخت، سُست، الزامات کے جواب ہیں ان بزرگوں کے کلمات قابل ملاحظہ ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے وہ اولوالعزم پیغمبر ہیں جن کی طویل عمر دنیا میں مشہور ہے، ساڑھے نوسو برس تک اپنی قوم کی دعوت وتبلیغ، اصلاح وارشاد میں دن رات مشغول رہے، مگر اس بدبخت قوم میں سے معدودے چند کے علاوہ کسی نے ان کی بات نہ مانی، اور تو اور خود ان کا ایک لڑکا اور بیوی کافروں کے ساتھ لگے رہے، ان کی جگہ کوئی اور مدعی دعوت واصلاح ہوتا تو اس قوم کے ساتھ اس لب ولہجہ کیسا ہوتا، اندازہ لگایئے:۔

قرآن پاک میں سورۂ نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کے طریق دعوت کو اور ان کے فکر وکڑھن کو تفصیل سے بیان کیا ہے، ملاحظہ ہو:۔

مدتہائے دراز تک ان نصائح کا کچھ اثر قوم پر نہ ہوا تو (نوح علیہ السلام) نے حق تعالیٰ سے دعا والتجا کی کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات کو بھی اور دن کو بھی (دین حق کی طرف) بلایا، سو میرے بلانے پر (دین سے) اور زیادہ بھاگتے رہے اور (وہ بھاگنا یہ ہوا کہ) میں جب کبھی ان کو (دین حق کی طرف) بلایا تاکہ (ان کے ایمان کے سبب) آپ ان کو بخشدیں تو ان لوگوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیں (تاکہ حق بات سنیں بھی نہیں) اور یہ نفرت کی انتہاء ہے) اور (نیز انتہائی بغض سے انہوں نے) اپنے کپڑے (اپنے اوپر) لپیٹ لئے (تاکہ حق بات کہنے والے کو دیکھیں بھی نہیں اور کہنے والا بھی انکو نہ دیکھے) اور (انہوں نے اپنے کفر وانکار پر) اصرار کیا اور (میری اطاعت سے) غایت درجہ کا تکبر کیا (مگر باوجود اس تنفیر وتکبیر کے) پھر (بھی میں ان کو مختلف طریقوں سے نصیحت کرتا رہا چنانچہ) میں نے ان کو (دین حق کی طرف) باواز بلند بلایا (مراد اس سے خطاب ووعظ عام ہے، جس میں عادۃً آواز بلند ہوتی ہے) پھر میں نے انکو (خطاب خاص کے طور پر) علانیہ بھی سمجھایا اور ان کو بالکل خفیہ بھی سمجھایا، (یعنی جتنے طریقے نفع کے ہوسکتے تھے، سب ہی طرح سمجھایا، غرض اوقات میں بھی عموماً کیا گیا ''قال لیلاً ونہاراً'' اور کیفیات میں بھی ''کما قال دعوتھم جھارا (الخ) حضرت نوح علیہ السلام کو

چالیس سال کی عمر میں نبوت عطا ہوئی، اور قرآنی تصریح کے مطابق ان کی عمر پچاس کم ہزار سال ہوئی، اس پوری مدت دراز میں نہ کبھی اپنی کوشش کو چھوڑا، نہ کبھی مایوس ہوئے قوم کی طرف سے طرح طرح کی ایذائیں دی گئیں سب پر صبر کرتے رہے۔

بروایت ضحاک حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ان کی قوم ان کو اتنا مارتی کہ وہ گر جاتے تو ان کو ایک کمبل میں لپیٹ کر مکان میں ڈال دیتے تھے، اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ مر گئے، مگر پھر جب اگلے روز ان کو ہوش آتا تو ان کو اللہ کی طرف بلاتے اور تبلیغ کے عمل میں لگ جاتے، محمد بن اسحٰق نے عبید بن عمر...... سے روایت کیا ہے کہ ان کو یہ خبر پہنچی ہے کہ نوح علیہ السلام کی قوم ان کا گلا گھونٹ دیتی تھی، جس سے وہ بیہوش ہو جاتے اور جب ہوش آتا تو یہ کہتے تھے ''رب اغفر لقومی انھم لایعلمون ''اے میرے پروردگار، میری قوم کو معاف کر دے، کیونکہ وہ جانتے نہیں، ان کی ایک نسل کے ایمان لانے سے مایوسی ہوئی تو یہ امید رکھتے تھے، کہ ان کی اولاد میں کوئی ایمان لے آئے گا وہ نسل بھی گزر جاتی تو تیسری نسل سے یہی توقع لگا کر اپنے فرض منصبی میں مشغول رہتے کیونکہ ان نسلوں کی عمریں اتنی طویل نہ تھیں، جتنی حضرت نوح علیہ السلام کو بطور معجزہ عطا ہوئی تھی، جب ان کی نسل پر نسل گزرتی رہی اور ہر آنیوالی نسل پچھلی سے زیادہ شریر اور بدتر ثابت ہوئی تو حضرت نوح علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں اپنا شکوہ پیش فرمایا جس میں بتلایا کہ میں نے ان کو رات دن اجتماعاً وانفراداً علانیہ اور خفیہ جو طریقہ کسی کو راستہ پر لانے کا ہو سکتا ہے وہ سب اختیار کیا، کبھی اللہ کے عذاب سے ڈرایا، کبھی جنت کی نعمتوں کی ترغیب دلائی اور یہ بھی کہ ایمان اور عمل صالح کی برکت سے تمہیں دنیا میں بھی فراخی اور خوشحالی نصیب ہوگی، کبھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی نشانیوں کو پیش کر کے سمجھایا مگر انہوں نے ایک نہ سنی بلکہ ان کی تمام ہمدردی اور خیر خواہی کی دعوت کے جواب میں قوم نے کیا کہا:۔

انا لنرٰک فی ضلال مبین (اعراف) (ہم آپ کو کھلی ہوئی گمراہی میں پاتے ہیں)

ادھر سے اللہ کے پیغمبر بجائے اس کے کہ اس سرکش قوم کی گمراہیوں، بدکاریوں کا پردہ چاک کرتے، جواب میں کیا فرماتے ہیں:۔

''یٰقوم لیس بی ضلالۃ ولکنی رسول من رب العلمین ''(میرے بھائیو! مجھ میں کوئی گمراہی نہیں میں تو رب العالمین کا رسول اور قاصد ہوں (تمہارے فائدہ کی باتیں بتلاتا ہوں)

دیگر حضرات انبیاء علیہم السلام کا طریق دعوت بھی رہا ہے، جس کو قرآن کریم میں مختلف مواقع میں بیان فرمایا گیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی دعوت وتبلیغ اور وعظ ونصیحت میں اس کا بڑا لحاظ رہتا تھا، کہ مخاطب پر بار نہ ہونے پائے، صحابہ کرامؓ جیسے عشاق رسول اللہ ﷺ جن سے کسی وقت بھی اس کا احتمال نہ تھا کہ وہ آپ ﷺ کی باتیں سننے سے اکتا جائیں گے، ان کے لئے بھی آپ کی عادت یہ تھی کہ وعظ ونصیحت روزانہ نہیں، بلکہ ہفتہ کے بعض دنوں میں فرماتے تھے، تاکہ لوگوں کے کاروبار کا حرج اور ان کی طبیعت پر بار نہ ہو۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ ہفتہ کے بعض ایام میں وعظ فرماتے تھے، تاکہ اکتا نہ جائیں، اور دوسروں کو بھی آپ کی طرف سے یہی ہدایت تھی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:۔

''یسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا '' (صحیح بخاری کتاب العلم) لوگوں پر آسانی کرو دشواری نہ پیدا کرو، اور ان کو اللہ کی رحمت کی خوشخبری سناؤ مایوس یا متنفر نہ کرو۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ تمہیں چاہئے کہ ربانی، حکماء، علماء وفقہا، بنو، صحیح بخاری شریف میں یہ قول نقل کرکے لفظ ''ربانی'' کی یہ تفسیر فرمائی کہ جو شخص دعوت وتبلیغ اور تعلیم میں تربیت کے اصول کو ملحوظ رکھ کر پہلے آسان آسان باتیں بتلائے، جب لوگ اس کے عادی ہو جائیں، تو اس وقت دوسرے احکام بتلائے جو ابتدائی مرحلے میں مشکل ہوتے ہیں وہ عالم ربانی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت واصلاح کے کام میں اس کا بھی بڑا اہتمام تھا، کہ مخاطب کی سبکی، یا رسوائی نہ ہو، اسی لئے جب کسی شخص کو دیکھتے کہ کسی غلط اور برے کام میں مبتلا ہے، تو اس کو براہِ راست خطاب کرنے کے بجائے مجمع عام کو مخاطب کرکے فرماتے تھے۔

"مابال اقوام یفعلون کذا"

"لوگوں کو کیا ہو گیا کہ فلاں کام کرتے ہیں"

اس عام خطاب میں جس کو سنانا اصل مقصود ہوتا وہ بھی سن لیتا، اور دل میں شرمندہ ہو کر اس کے چھوڑنے کی فکر میں لگ جاتا تھا۔

انبیاء علیہم السلام کی عام عادت یہی تھی کہ مخاطب کو شرمندگی سے بچاتے تھے، اسی لئے بعض اوقات جو کام مخاطب سے سرزد ہوا ہے اس کو اپنی طرف منسوب کر کے اصلاح کی کوشش فرماتے، سورۂ یٰس میں ہے "ومالی لا اعبد الذی فطرنی " یعنی مجھے کیا ہو گیا کہ میں اپنے پیدا کرنیوالے کی عبادت نہ کروں یہ ظاہر ہے کہ یہ قاصد رسول تو ہر وقت عبادت میں مشغول تھے، سنانا اس مخاطب کو تھا جو مشغول عبادت نہیں ہے مگر اس کام کو اپنی طرف منسوب فرمایا۔

اور دعوت کے معنی دوسرے کو اپنے پاس بلانا ہے، محض اس کے عیب بیان کرنا نہیں، اور یہ بلانا اسی وقت ہوسکتا ہے، جب کہ متکلم اور مخاطب میں کوئی اشتراک ہو، اسی لئے قرآن پاک میں انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا عنوان اکثر "یقوم " سے شروع ہوتا ہے، جس میں برادرانہ رشتہ کا اشتراک پہلے جتلا کر آگے اصلاحی کلام کیا جاتا ہے، کہ ہم تم ایک ہی برادری کے آدمی ہیں، کوئی منافرت نہیں ہونی چاہئے، یہ کہہ کر ان کی اصلاح کا کام شروع فرماتے ہیں:۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعوت کا خط ہرقل شاہِ روم کے نام بھیجا، اس میں اول تو شاہ روم کو "عظیم الروم" کے لقب سے یاد فرمایا، جس میں اس کا جائز اکرام ہے، کیونکہ اس میں اس کے عظیم ہونے کا اقرار بھی ہے، اس کے بعد ایمان کی دعوت اس عنوان سے دی گئی:۔

یا اھل الکتٰب تعالوا الیٰ کلمة سواءٍ بیننا وبینکم ان لا نعبد الا الله۔ (سورہ ال عمران)	اے اہل کتاب اس کلمہ کی طرف جلدی سے آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے یعنی یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے۔

جس میں پہلے آپس کا مشترک نقطۂ وحدت ذکر کیا "توحید کا عقیدہ" ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے، اس کے بعد عیسائیوں کی غلطی پر متنبہ فرمایا۔

قلوب حکام

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

ابن ابی الدنیا نے روایت کی ہے کہ بادشاہوں کو برامت کہو! فانا ملك الملوك وبيدى قلوبهم او كما قال ۔ بادشاہوں کے دل خدا کے ہاتھ میں ہیں حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے راضی کرو! میں سب کو ٹھیک کر دوں گا۔ سب سے بڑے بادشاہ وہ ہیں ان چھوٹے بادشاہوں کے پیچھے کیوں پڑتے ہو یہ سب اس کے مقرر کیے ہوئے ہیں ہم نے خدا کو ناراض کر رکھا ہے تو اس نے بادشاہوں کے دل بدل دیئے اس کو راضی کرلو! وہ ان کے دلوں کو درست کر دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کارخانہ ظاہری کے ساتھ ایک اور نظام وابستہ کر رکھا ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے زمانہ میں ایک مرتبہ شہری انتظام خراب ہو گیا تھا لوگوں نے حضرت سے اس کی وجہ دریافت کی آپ نے فرمایا کہ آج کل صاحب خدمت ایسے ہی ایک حضرت ہیں جو بالکل ڈھیلے ہیں اور جن کے یہاں کچھ ڈھنگ نہیں لوگوں نے پوچھا وہ کون ہیں فرمایا کہ ایک کنجڑا ہے جو جامع مسجد کے نیچے بیٹھتا ہے ایک شخص ان کا امتحان کرنے گئے خربزے بیچ رہے تھے، انہوں نے بھاؤ کیا اور کہا کہ کاٹ کر چکھ کرلیں گے بولے بہت اچھا۔ انہوں نے قصداً سب خربزے کاٹ ڈالے اور چکھ چکھ کر کہہ دیا سب خراب ہیں ہم نہیں لیتے، کہنے لگے بہت اچھا۔ یہ منظر دیکھ کر چلے آئے پھر ایک مرتبہ دیکھا گیا تو انتظام بہت عمدہ ہو گیا تمام عملہ ٹھیک چل رہا تھا ہر شخص ڈرتا تھا کہ کام میں خرابی نہ آنے پائے سب لوگ ٹھیک ٹھیک خدمتیں انجام دیتے تھے پھر اس شخص نے حضرت شاہ صاحب سے دریافت کیا کہ آج کل تو انتظام بہت عمدہ ہے آپ نے فرمایا کہ جی ہاں آج کل صاحب خدمت دوسرے مقرر ہوئے ہیں وہ بڑے تیز اور منتظم ہیں دریافت کرنے پر فرمایا کہ ایک سقہ ہے چاندنی چوک میں پانی پلاتا پھرتا ہے۔ وہ صاحب ان کا بھی امتحان کرنے چلے۔ شاہ صاحب نے فرمایا: کہ ایک دمڑی ساتھ لیجانا ایک دمڑی کا پیالہ دیتے ہیں، یہ دمڑی لے کر گئے دیکھا کہ کٹورا بجاتے ہوئے سبیل سبیل پکار رہے ہیں یہ بھی پہنچے اور ایک پیالہ پانی کا مانگا انہوں نے پوچھا کہ دمڑی بھی ساتھ لایا ہے انہوں نے دمڑی پیش کردی انہوں نے ایک پیالہ دے دیا اس نے پانی پھینک دیا کہ یہ تو خراب تھا ایک پیالہ اور دو! انہوں

نے کہا کہ دمڑی اور ہے؟ کہا نہیں۔ انہوں نے ایک طمانچہ رسید کیا کہ کنجڑا سمجھا ہوگا! جا ایک دمڑی اور لاتب پیالہ ملے گا یہ بڑے گھبرائے کہ واقعی انہی حضرت نے سارے عملہ کو نچار کھا ہے تو صاحبو! حکام کے دل اہل خدمت کے تابع ہوتے ہیں۔ یہ ظاہری حکام بھی درست ہو سکتے ہیں جب وہ ان کی درستی کی طرف متوجہ ہوں اور وہ بالکل مثل سقہ کے مشیت الٰہی کے تابع ہیں بس خدا کو خوش کرلو وہ اصحاب خدمت کو متوجہ فرمادے گا پھر یہ سارا ظاہری عملہ درست ہو جائے گا۔

بلاؤں کی دوا

تو میں نے ان لوگوں سے کہا کہ توبہ واستغفار کرو! اور ہر روز پانچ سو مرتبہ کم از کم **لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم** کا وظیفہ مقرر کرلو! انشاء اللہ ایک ہفتہ میں سب مصیبت دور ہو جائے گی۔ یہ میں نے کوئی کشف سے نہیں کہا تھا بلکہ حدیث میں آیا ہے **لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ کنز من کنوز الجنۃ بختہ وھو دواء لسبعین داء ایسرھا الھم** کہ یہ جنت کا ایک خزانہ ہے اور ستر بلاؤں کی دوا ہے جس میں سے ادنیٰ فکر وغم ہے۔ اس بھروسہ پر میں نے کہہ دیا تھا اور عدد کی تعیین اتفاق سے میرے منہ سے نکل گئی ان لوگوں نے اس رائے کو پسند کیا اور عمل شروع کیا واقعی ایک ہفتہ گذرنے نہ پایا تھا کہ وہ حکم منسوخ ہوگیا اور امن چین ہوگیا پھر ان لوگوں کو اس عمل سے ایسا اعتقاد ہوا کہ کانپور کی جامع مسجد میں اب تک نماز عصر کے بعد اس کا دور چلا جارہا ہے۔ غرض مصائب سے نجات چاہتے ہو تو ایک ذات سے تعلق پیدا کرو! وہ کون ہے۔

مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار بگذارند وخم طرہ یارے گیرند

یعنی حق تعالیٰ شانہ سے تعلق پیدا کرو! اس کے سوا سب سے نظر قطع کرو! کیونکہ راحت وکلفت سب اسی کے ہاتھ میں ہے اس کو راضی کرو! انشاء اللہ وہ تمام مصائب کا انتظام فرمادیں گے **امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض ء الٰہ مع اللّٰہ قلیلا ما تذکرون** ہاں! وہ کون ہے؟ جو کہ مضطر کی دعا قبول کرتا ہے اور مصیبت کو دور کرتا ہے اور تم کو زمین میں یکے بعد دیگرے قائم مقام بناتا ہے (وہ صرف خدائے عزوجل ہے) کیا (اب بھی) خدا کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ (ہرگز نہیں) مگر پھر جو بعض لوگ خدا کی طرف نہیں جھکتے اس کا یہ سبب نہیں کہ وہ اس مضمون کو جانتے نہیں بلکہ وہ لوگ (محض کورانہ تقلید سے) خدا کے ساتھ دوسروں کو برابر کرتے ہیں۔ (مفاسدِ گناہ)

سیرت خاصان حق

حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ

خیر التابعین

حضرت ہرمؒ بن حیان عبدی ایک مشہور تابعی گزرے ہیں۔ علماء ومشائخ نے ان کو بزرگانِ طریقت میں شمار کیا ہے۔ نہایت عابد وزاہد تھے۔ مدتوں صحابہ کرامؓ کا فیضِ صحبت اٹھایا اور زمرۂ اولیاء میں شمار ہوئے۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے ان سے روایت بھی کی ہے۔ حضرت ہرمؒ، خواجہ اویس قرنیؒ کے ہم مشرب تھے۔ علامہ ابنِ سعدؒ نے شیخ فریدالدین عطارؒ اور امام غزالیؒ کی خواجہ اویس قرنیؒ سے ان کی ملاقات کا حال لکھا ہے۔ اسے پڑھ کر خواجہ اویسؒ کے مقامِ بلند کا کسی قدر اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

جن دنوں حضرت اویس قرنیؒ کوفہ میں مقیم تھے۔ حضرت ہرمؒ بن حیان نے ان کے حالات سنے تو دل میں ملاقات کی آرزو پیدا ہوئی۔ سیدھے کوفہ پہنچے لوگوں سے حضرت اویسؒ کا پتہ پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ دریائے فرات کے کنارے کہیں ملیں گے۔ ہرمؒ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت اویسؒ لب دریا وضو کررہے ہیں۔ جسم نہایت نحیف ونزار تھا اور پیشانی نورِ ایمان سے چمک رہی تھی۔ حضرت ہرمؒ کا بیان ہے کہ میں نے اویسؒ کو سلام کیا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا۔ حضرت اویسؒ نے سلام کا جواب تو دیا لیکن مصافحہ کرنے کی بجائے فرمایا ''خدا تم کو زندہ رکھے'' ان کی ضعیفی اور نقاہت دیکھ کر میرا دل بھر آیا اور میں رونے لگا۔ حضرت اویسؒ پر بھی رقت طاری ہوگئی۔ کچھ دیر بعد اویسؒ نے فرمایا ''ہرم بن حیان خدا تم پر رحم کرے۔ میرے بھائی تمہارا کیا حال ہے۔ تم نے میرا پتہ کیسے معلوم کیا۔'' میں نے کہا ''امیر المومنین عمر فاروقؓ سے۔ لیکن اے اویسؒ آپ کو میرا اور میرا باپ کا نام کیسے معلوم ہوا۔ حالانکہ اس سے پہلے ہم کبھی ایک دوسرے سے نہیں ملے۔''

حضرت اویسؒ نے جواب دیا ''نبا نی العلیم الخبیر'' (خدائے علیم وخبیر نے مجھے یہ بتایا ہے۔) مومن خواہ ایک دوسرے کے شناسا نہ ہوں لیکن ان کی روحیں ایک دوسرے کو پہچان لیتی ہیں۔''

میں نے درخواست کی کہ اے اویسؒ مجھے رسول اکرم ﷺ کی کوئی حدیث سنایئے۔ حضرت اویسؒ نے فرمایا ''افسوس کہ آقائے دوجہاں کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت سے محروم رہا۔ حضورؐ کے صحابہ کرام سے میں نے بیشک حدیثیں سنی ہیں لیکن اس طرح تو تم نے بھی سنی ہیں۔ میں محدّث اور راوی بننا پسند نہیں کرتا۔ مجھے اپنے نفس کی اصلاح کے بہت سے کام ہیں۔

پھر میں نے عرض کیا کہ اپنی زبانِ مبارک سے مجھے کلام الٰہی سنایئے۔ یہ سن کر میرا ہاتھ اپنی گرفت میں لے لیا اور ''اعوذ باللّٰہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم'' پڑھ کر بے اختیار رونے لگے اور فرمایا، اللہ تعالیٰ کا ذکر بلند ہے اس کا قول سب سے حق اور سب سے سچا ہے اور اس کا کلام سب سے اچھا کلام ہے۔ پھر ما خلقنا السمٰوات والارض سے ھو العزیز الرحیم تک تلاوت کی اور شدتِ گریہ سے بیہوش سے ہوگئے۔ اس کے بعد فرمایا ''اے ہرم تیرا باپ مرگیا۔ اب قریب ہے کہ تم بھی مرجاؤ گے۔ معلوم نہیں دوزخ میں جانا ہے یا جنت میں۔ جب تمام انبیاء اور صلحاء کو سفرِ آخرت اختیار کرنا پڑا ہمارا تمہارا شمار بھی مُردوں ہی میں ہے پھر انہوں نے زور سے ''واعمراہ'' کا نعرہ لگایا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی تو میں نے کہا ''اے اویسؒ حضرت عمر فاروق تو ابھی زندہ ہیں'' فرمایا ''خدائے علیم وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ انہوں نے سفرِ آخرت اختیار کیا۔''

اس کے بعد حضرت اویسؒ نے درود شریف پڑھا اور کچھ دعائیں پڑھ کر فرمایا:

''اے ہرم میری وصیت یہ ہے کہ کتاب اللہ اور اہل اللہ کی موافقت کرنا۔ نبی اکرم ﷺ پر ہمیشہ درود وسلام بھیجتے رہنا کسی حالت میں بھی موت کو فراموش نہ کرنا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کبھی غافل نہ ہونا۔ خبردار جماعت اور سنت کی موافقت کبھی ترک نہ کرنا ورنہ قیامت کے دن آتش دوزخ کا سامنا کرنا پڑے گا۔''

اس کے بعد انہوں نے میرے لئے دعا کی اور فرمایا کہ ''اب جاؤ اور میرے لئے دعا کرتے رہنا میں بھی تمہیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھوں گا۔ آئندہ نہ میں تجھے دیکھوں گا۔ نہ تم مجھے دیکھ سکو گے۔ اب مجھ سے ملنے کی کوشش نہ کرنا۔''

ہرمؒ کہتے ہیں کہ پھر حضرت اویسؒ روتے ہوئے مجھ سے جُدا ہوگئے اور پھر میں نے انہیں کبھی نہیں دیکھا۔

حضرت خواجہ اویسؒ کے کچھ ملفوظاتِ طیبات

(۱) ___ ''طلبت النسب فوجدت فی التقوىٰ''
یعنی ''میں نے نسب چاہا تو وہ تقویٰ میں پایا''

(۲) ___ ''طلبت الشرف فوجدت فی القناعة''
یعنی ''میں نے (آخرت کی) بزرگی چاہی تو وہ قناعت میں پائی۔''

(۳) ___ ''طلبت الفخر فوجدت فی الفقر''
(میں نے فخر کو چاہا۔ تو وہ مجھے فقر میں ملا۔)

(۴) ___ ''طلبت المروۃ فوجدت فی الصدق''
(میں نے مروّت طلب کی تو وہ مجھے صدق میں ملی)

(۵) ___ ''طلبت الریاسة فوجدت فی نصیحة الخلق''
(میں نے (آخرت کی) سرداری طلب کی تو وہ مجھے خلق خدا کو نصیحت کرنے میں ملی۔)

(۶) ___ جس شخص کو ان باتوں سے محبت ہو وہ ہلاکت کے قریب پہنچ جاتا ہے:
(۱) اچھا کھانا (۲) اچھا پہننا (۳) امیروں کی صحبت میں بیٹھنا۔

(۷) ___ ''جن لوگوں کے دلوں میں شک ہوتا ہے وہ قبولِ حق سے محروم رہتے ہیں۔''

(۸) ___ ''جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں رکھتا۔''

(۹) ___ ''اپنے آپ کو عبادت الٰہی کے لئے وقف کردو۔ لیکن جب تک عبادت پر یقین نہیں ہوگا۔ عبادت قبول نہ ہوگی۔''

(۱۰) ___ ''لوگوں کے لئے غائبانہ دعا کرنا ان کی ملاقات سے بہتر ہے کیونکہ اس سے ریا کے پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔''

(۱۱) ___ ''ہر وقت خدا کے کاموں میں ایسے لگے رہو گویا تم نے تمام مخلوقات کو قتل کر دیا ہے۔''
یعنی دنیا سے بے تعلق ہوئے بغیر تقویٰ اور پرہیزگاری میں کمال حاصل نہیں ہوسکتا۔

(یہ تیرے پراسرار بندے)

ضروری مسائل

مقتدی اور امام کے متعلق مسائل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

مقتدیوں کو چاہئے کہ تمام حاضرین میں امامت کے لائق جس میں اچھے اوصاف زیادہ ہوں اس کو امام بنادیں اور اگر کئی شخص ایسے ہوں جن میں امامت کی لیاقت ہو تو غلبۂ رائے پر عمل کریں یعنی جس شخص کی طرف زیادہ لوگوں کی رائے ہو اس کو امام بنادیں اگر کسی ایسے شخص کے ہوتے ہوئے جو امامت کے لائق ہے کسی نالائق کو امام کرلیں گے تو ترک سنت کی خرابی میں مبتلا ہوں گے۔

مسئلہ:۔ سب سے زیادہ استحقاق امامت اس شخص کو ہے جو نماز کے مسائل خوب جانتا ہو بشرطیکہ ظاہراً اس میں کوئی فسق وغیرہ کی بات نہ ہو اور جس قدر قرأت مسنون ہے اسے یاد ہو پھر وہ شخص جو قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو یعنی عمدہ آواز سے اور قرأت کے قواعد کے موافق پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔

مسئلہ:۔ اگر کسی کے گھر میں جماعت کی جائے تو صاحب خانہ امامت کے لئے زیادہ مستحق ہے اس کے بعد وہ شخص جس کو وہ امام بنادے اور اگر صاحب خانہ بالکل جاہل ہے اور دوسرے لوگ مسائل سے واقف ہوں تو پھر انہیں کو استحقاق ہوگا۔

مسئلہ:۔ فاسق اور بدعتی کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر خدانخواستہ ایسے لوگوں کے سوا کوئی دوسرا شخص وہاں موجود نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں اسی طرح اگر بدعتی اور فاسق زوردار ہوں کہ ان کے معزول کرنے پر قدرت نہ ہو یا فتنۂ عظیم برپا ہوتا ہو تو بھی مقتدیوں پر کراہت نہیں۔

مسئلہ:۔ امام کو نماز میں زیادہ بڑی بڑی سورتیں پڑھنا جو مقدار مسنون سے بھی زیادہ ہوں یا

رکوع سجدہ وغیرہ میں بہت زیادہ دیر تک رہنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ امام کو چاہئے کہ اپنے مقتدیوں کی حاجت اور ضرورت اور ضعف وغیرہ کا خیال رکھے جو سب میں زیادہ صاحب ضرورت ہوں اس کی رعایت کر کے قرأت وغیرہ کرے بلکہ زیادہ ضرورت کے وقت مقدار مسنون سے بھی کم قرأت کرنا بہتر ہے تاکہ لوگوں کا حرج نہ ہو جو قلت جماعت کا سبب ہو جائے۔

مسئلہ:۔ اور اگر دو مقتدی ہوں تو ان کو امام کے پیچھے صف باندھ کر کھڑا ہونا چاہئے اگر امام کے داہنے بائیں جانب کھڑے ہوں تو مکروہ تنزیہی ہے اور دو سے زیادہ ہوں اس طرح کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔

اس لئے کہ جب دو سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کا آگے کھڑا ہونا واجب ہے۔

مسئلہ:۔ اگر نماز شروع کرتے وقت ایک ہی مرد مقتدی تھا اور وہ امام کی داہنی جانب کھڑا ہوا اسکے بعد اور مقتدی آگئے تو پہلے مقتدی کو چاہئے کہ پیچھے ہٹ آئے تاکہ سب مقتدی مل کر امام کے پیچھے کھڑے ہوں اور اگر وہ نہ ہٹے تو مقتدیوں کو چاہئے اس کو کھینچ لیں اور اگر ناداستگی سے وہ مقتدی امام کے داہنے یا بائیں جانب کھڑے ہو جائیں اور پہلے مقتدی کو پیچھے نہ ہٹاویں تو امام کو چاہئے کہ وہ آگے بڑھ جاوے تاکہ وہ مقتدی سب مل جائیں اور امام کے پیچھے ہو جائیں ہٹنے کی جگہ نہ ہو تب بھی امام ہی کو چاہئے کہ آگے بڑھ جائے لیکن اگر مقتدی مسائل سے ناواقف ہو جیسا ہمارے زمانے میں غالب ہے تو اس کو ہٹانا مناسب نہیں کہ کہیں کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھے جس سے نماز ہی غارت ہو۔

مسئلہ:۔ امام کو چاہئے کہ صف سیدھی کراوے یعنی صف میں لوگوں کو آگے پیچھے ہونے سے منع کرے سب کو برابر کھڑے ہونے کا حکم دے صف میں ایک کو دوسرے سے مل کر کھڑا ہونا چاہئے۔ درمیان میں خالی جگہ نہ رہنا چاہئے۔

مسئلہ:۔ تنہا ایک شخص کا صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے بلکہ ایسی حالت میں چاہئے کہ اگلی صف سے کسی آدمی کو کھینچ کر اپنے ہمراہ کھڑا کرے لیکن کھینچنے میں اگر احتمال ہو کہ وہ اپنی نماز خراب کر لے گا یا برا مانے گا تو جانے دے۔

مسئلہ:۔ پہلی صف میں جگہ کے ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے ہاں جب صف پوری ہو جائے تب دوسری صف میں کھڑا ہونا چاہئے۔

مسبوق یعنی جس کی ایک رکعت رہ گئی ہو اس کو چاہئے کہ پہلے امام کے ساتھ شریک ہو کر جس قدر نماز باقی ہو جماعت سے ادا کرے بعد امام کی نماز ختم ہونے کے کھڑا ہو جاوے اور اپنی گئی ہوئی رکعتوں کو ادا کرے۔

مسئلہ:۔ مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرنا چاہئے کہ پہلے قرأت والی پھر بے قرأت کی اور جو رکعتیں امام کے ساتھ ساتھ پڑھ چکا ہے ان کے حساب سے قعدہ کرے یعنی ان رکعتوں کے حساب سے جو دوسری رکعت ہو اس میں پہلا قعدہ کرے اور جو تیسری رکعت ہو اور نماز تین رکعت والی ہو تو اس میں اخیر قعدہ کرے۔

قضا نمازوں کے پڑھنے کا بیان

مسئلہ: جس کی کوئی نماز چھوٹ گئی ہو تو جب یاد آوے فوراً پڑھے بلا کسی عذر کے قضا پڑھنے میں دیر لگانا گناہ ہے سو جن کی کوئی نماز قضا ہو اور اُس نے فوراً اس کی قضا نہ پڑھی دوسرے وقت پر یا دوسرے دن پر ٹال دیا کہ فلاں دن پڑھ لوں گا اور اس دن سے پہلے ہی اچانک موت آگئی تو دہرا گناہ ہوگا ایک تو نماز کے قضا ہو جانے کا اور دوسرے فوراً قضا نہ پڑھنے کا۔

مسئلہ: قضا پڑھنے کا کوئی وقت مقرر نہیں جس وقت فرصت ہو وضو کر کے پڑھ لے البتہ اتنا خیال رکھے کہ مکروہ وقت نہ ہو۔

مسئلہ: جس کی ایک ہی نماز قضا ہوئی اس سے پہلے کوئی نماز اس کی قضا نہیں ہوئی یا اس سے پہلے نمازیں قضا تو ہوئیں لیکن سب کی قضا پڑھ چکا فقط اسی ایک نماز کی قضا پڑھنا باقی ہے تو پہلے اسی کی قضا پڑھ لے تب کوئی اور نماز پڑھے اگر بغیر قضا پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھی تو ادا درست نہیں ہوئی قضا پڑھ کر پھر ادا پڑھے ہاں اگر قضا پڑھنا یاد نہیں رہا بالکل بھول گیا تو ادا درست ہو گئی اب یاد آوے تو فقط قضا پڑھ لے ادا کو نہ دہرائے۔ (بہشتی ثمر حصہ اول)

گناہ کے نقصانات

(۱) آدمی علم دین سے محروم رہتا ہے۔ (باقی آئندہ)

آج ہم لوگ زہر تو کھا رہے ہیں یعنی بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہیں مگر اس کا تریاق اور علاج یعنی توبہ اور شریعت وسنت پر عمل کے لئے تیار نہیں تو بھلا سوچیں کہ زہر کھانے والا کب تک صحت مند رہ سکتا ہے جس طرح زہر کی گولی سے زندگی کے بجائے موت آجاتی ہے اسی طرح ان گناہوں میں سے ایک گناہ بھی جنت کی زندگی کے بجائے جہنم میں پہنچا دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ فضل نہ فرمائے۔

چند گناہ کبیرہ جن پر وعیدیں آئی ہیں۔ جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔

(۱) کسی کو ذلیل سمجھ کر اس پر ہنسنا۔

یاد رہے ایسے شخص کو اللہ ذلیل کر کے دوسرے اس پر ہنسنے والے پیدا کر دیتا ہے۔

(۲) طعن دینا۔

بلا وجہ کسی کے کام میں عیب نکال کر اس کو تکلیف پہنچانا۔ آدمی کسی کی طرف ایک انگلی اٹھاتا ہے تو تین انگلیاں اس کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ اس سے زیادہ عیب تم میں ہیں۔

(۳) کسی کو برے لقب سے پکارنا۔

یعنی کسی کو اس کے نام سے نہ پکار کر اس کے اندر جو برائی ہے اس سے اس کو پکارنا جیسے او لنگڑے او موٹے او کالے وغیرہ۔ اس کی آہ سے اللہ ہماری شکل بگاڑ سکتا ہے۔ (باقی آئندہ)

۳۔ الایمان بالکتب

آسمانی کتابوں کے بارے میں عقیدے

نظر فرمودہ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب قدس سرہٗ

عقیدہ ۱ : اللہ تعالیٰ نے بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں آسمان سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ بہت سے پیغمبروں پر اتاریں تا کہ وہ اپنی اپنی امتوں کو دین کی باتیں بتلائیں، چھوٹی کتابوں کو ''صحیفے'' اور بڑی کتابوں کو ''کتاب'' کہتے ہیں۔

عقیدہ ۲ : اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتابوں میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں توراۃ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملی، زبور حضرت داؤد علیہ السلام کو ملی، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ملی، قرآن مجید ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا۔

عقیدہ ۳ : اللہ تعالیٰ کی سب کتابوں پر ہم ایمان لاتے ہیں کہ ان میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اتارا وہ سب سچ اور حق ہے، اپنے اپنے زمانہ میں ان کے احکام پر عمل کرنا ضروری رہا ہے اور اسی میں بندوں کی نجات رہی، مگر اب قیامت تک سب کی نجات صرف قرآن ہی پر عمل کرنے میں ہے۔

عقیدہ ۴ : قرآن مجید کے سوا دوسری کتابوں کو گمراہ اور آوارہ مزاج لوگوں نے بہت کچھ بدل ڈالا، اب وہ اپنی اصل شکل میں محفوظ نہیں ہیں، اس لئے ان کی جو باتیں قرآن کے موافق ہیں وہ تو سچی ہیں اور جو قرآن کے خلاف ہیں وہ جھوٹی ہیں اور جو باتیں نہ موافق نہ مخالف ہیں ان کے بارے میں ہم خاموش رہیں گے۔

(اسلامی عقائد)

محترم بعد از خدا تم ہو

مجھے کیا علم، کیا تم ہو، خدا جانے کہ کیا تم ہو
بس اتنا جانتا ہوں، محترم بعد از خدا تم ہو

کسی کی آرزو کچھ ہو، کسی کا مدعا کچھ ہو
ہماری آرزو تم ہو، ہمارا مدعا تم ہو

نہ یہ قدرت زباں میں ہے نہ یہ طاقت زباں میں ہے
خدا جانے تو جانے، کوئی کیا جانے کہ کیا تم ہو

رسالت کو شرف ہے ذاتِ اقدس کے تعلق سے
نبوت ناز کرتی ہے کہ ختم الانبیاءؐ تم ہو

زمانہ جانتا ہے صاحبِ **لولالما** تم ہو
جہاں کی ابتدا تم ہو جہاں کی انتہا تم ہو

یہ ربطِ باہمی امت کو وجہِ صد تفاخر ہے
تمہارا ہے خدا محبوب، محبوبِ خدا تم ہو

تمہارے واسطے اسعدؔ کہیں بہتر ہے شاہی سے
کہ اک ادنیٰ غلامِ بارگاہِ مصطفےٰؐ تم ہو

حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ خلیفہ حضرت تھانویؒ

اغراض ومقاصد

مقامی مجلس دعوۃ الحق

الحمدللہ شروع ہی سے باہم مشوروں کے ساتھ شہر کے اندر مجلس یہ خدمات انجام دے رہی ہے

۱) شہر کی مساجد میں ائمہ مساجد کے ذریعہ نماز کے بعد ایک منٹ کا مدرسہ سنانا۔

۲) شہر کے اطراف ونواح کے علاقوں میں ہر پیر بعد نماز عصر مجلس کے علماء وارا کین گشت کے ذریعہ گھر گھر پہنچ کر ایک گناہ کا نقصان اور ایک طاعت کا فائدہ بتانا پھر بعد نماز مغرب مسجد میں مردوں کو جوڑ کر علمائے کرام کے بیانات کا نظم اور نماز کی عملی مشق کا اہتمام کرنا۔

۳) ہر قمری مہینہ کے آخری اتوار کو شہر کی دو تین مساجد میں اکثر بیرونی اکابر علماء اور کبھی حسب ضرورت مقامی علمائے کرام کے اصلاحی مواعظ کا نظم کرنا۔

۴) قرآن کریم اور دینی کتابوں کے بوسیدہ پرزوں کو اہتمام واحترام کے ساتھ کہیں دفن کرنیکی غرض سے جابجا پلاسٹک بکیٹوں کا انتظام کرنا۔

۵) جن مساجد میں قرآن بغیر جزدان کے رکھے ہوئے ہوتے ہیں وہاں جزدانوں کا انتظام کرنا۔

۶) ہفتہ میں دو دن مؤذن حضرات کو جوڑ کر اذان واقامت کی اصلاح اور عملی مشق کرانا۔

۷) مجلس دعوۃ الحق کے دستور کے مطابق لڑکوں اور لڑکیوں کی صحیح قرآنی تعلیم کے لئے مدارس کا قیام اور نظم کرنا۔

۸) اسی مقصد کے تحت تعلیم بالغان کا جز وقتی نظم بھی جاری ہے۔

۹) حضرات اکابرین کے مواعظ وملفوظات کے منتخب کتابچے ہر ماہ شائع کر کے گھر گھر تقسیم کرنا۔

۱۰) قمری حساب سے محرم میں اسلامی کیلنڈر شائع کرنا۔

۱۱) ان تمام امور کی باقاعدہ ترتیب وتعمیل کیلئے مستقل دفتر موجود ہے جہاں دو علماء اس غرض سے متعین ہیں کہ پوری کارروائی کو تحریراً محفوظ کریں اور مجلس کے ماہانہ اجلاس میں طے شدہ امور کو عملی جامہ پہنائیں۔

DAWAT-UL-HAQ

43 MULLA STREET, PERNAMBUT-635810.
E-mail : dawathulhaq @ rediffmail.com Phone: 04171-231292



جواہر حکمت

کم ظرف اگر دولت وزر پاتا ہے
مانندِ حباب اُبھر کے اِتراتا ہے

کرتے ہیں ذرا سی بات میں فخر خسیس
تنکا تھوڑی ہوا سے اُڑ جاتا ہے

(امجد حیدرآبادی)